امراض مخصوصہ کا مذہب

سیف الحق۔ جرمنی

"قرآن کریم واضح طور پر فرماتا ہے: لاتجسّسوا ولا یغتب۔ یہ قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ ہم اس کو ایک مکمل ضابطہ حیات کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اس نے شخصی آزادیوں کے تمام قوانین، میگنا چارٹا، انقلاب فرانس، یورپ کی نشاۃ ثانیہ سے قبل 1400 سال پہلے پیش کر دیا تھا۔ اس سے زیادہ شخصی آزادی کی ضمانت کیا ہو سکتی ہے کہ حکم ہوتا ہے تجسس مت کرو، یعنی کسی طریقہ سے بھی کسی کی جاسوسی، نگرانی مت کرو۔ اس کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت نے جو جاسوسی سیل قائم کیے ہوئے ہیں کہ ممبران جماعت کی نگرانی کی جائے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ یہ ایک منظم سوچ کی پیداوار ہے کہ اس نگرانی کو یہ نام دیا جائے کہ ہم اخلاقی طور پر نگرانی کرتے ہیں کہ کوئی اخلاقی طور پر بُرا کام نہ کرے۔

کیتھولک، چرچ کے بعد دوسرا مذہب ہے، جس نے اپنے پیروکاروں کی اخلاقی شکایتیں نجی معاملات میں سننے کے دفتر قائم کیے ہوئے ہیں جو کہ حقوق انسانی کے سلب کرنے کی اس مہذب دور میں سب سے گھناؤنی کارروائی ہے۔ یورپ کے مہذب ملکوں اور معاشرہ میں اس فعل کو انتہائی قبیح اور مذموم قرار دیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ شاید آپ کو یاد ہو مشرقی جرمنی کی حکومت کا تختہ صرف اسی وجہ سے الٹ گیا تھا کہ اس نے اپنے باشندوں کی ہر نقل و حرکت کو جو کہ ان کی نجی زندگی سے متعلق تھی، اس کی نگرانی کا کیمروں اور کیسٹوں سے بندوبست کیا ہوا تھا۔ اور اسی کی بناء پر ان کے خلاف کارروائی کی جاتی تھی۔ جب قوم پوری طرح اس کا شکار ہو گئی تو ایک دن بغاوت پر اُتر آئی اور دیوار برلن گر گئی۔ اصل میں جماعت احمدیہ کو اس پر بھی فخر ہے کہ اس کے پاس جاسوسی کا

ایک ایسا نظام ہے جو کہ حکومتوں کے پاس بھی نہیں۔ یہ بات پاکستان میں اس قدر اثر پذیر ہے کہ بڑے بڑے جگادری سیاست دان بھی اس سے خائف ہو کر جماعت احمدیہ کے حق میں بیان دینے میں ہی عافیت سمجھتے ہیں۔

میں ایک عرصہ سے یورپ میں مقیم ہوں اور اس عرصہ میں یہاں رہ کر ایک اہم بات میں نے نوٹ کی ہے' وہ یہ کہ امن اور شہری آزادیوں کا ڈھنڈورا پیٹ کر مسلم امہ کو تباہ کر کے ایک نئے استعمار کی تعمیر ہی اسلام دشمن یورپی طاقتوں کی سیاست کا محور ہے۔ جب ہم سنتے ہیں کہ اسلام دشمنی میں بدترین شہرت رکھنے والے ملک ''اسرائیل'' میں قادیانی مشن کام کر رہا ہے اور بے شمار قادیانی' اسرائیلی فوج میں ملازمت کر رہے ہیں اور جب یہ پتہ چلتا ہے کہ یورپی ممالک کی عدالتوں سے قادیانیوں کی سیاسی پناہ کی درخواستیں مسترد ہو جانے کے بعد بھی' وہاں کی حکومتیں قادیانیوں کو اپنے ممالک سے نہیں نکالتیں اور پھر جب امریکہ بہادر ہمیں دھمکی دیتا ہے کہ قادیانیوں کو مذہبی آزادی نہ دی گئی تو امداد بند کر دی جائے گی' تو اس امر کی بہ آسانی تصدیق ہو جاتی ہے کہ قادیانیوں کو بلا مبالغہ دنیا بھر کی اسلام دشمن یہودی و نصرانی لابی کی حمایت حاصل ہے۔

بیرونی ممالک میں قادیانی اکثر دہائی دیتے ہیں کہ پاکستان میں ہم پر ظلم ہو رہا ہے۔ دراصل یہ ڈھونگ' سیاسی پناہ حاصل کرنے کے لیے رچایا جاتا ہے۔ قادیانی ''غیر ممالک میں تبلیغ'' کا بھی ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں۔ اس کی حقیقت کیا ہے؟ یہ بھی آپ کو بتاتا چلوں۔ برطانیہ میں ان کا مشن 60 سال سے قائم ہے' لیکن قادیانی جماعت یہ نہیں بتا سکے گی کہ اس عرصہ میں وہاں کتنے انگریز قادیانی ہوئے ہیں۔ جرمنی میں تقریباً دس ہزار قادیانیوں نے سیاسی پناہ لے رکھی ہے' جس سے قادیانی جماعت کو کروڑوں روپے کی آمدنی ہو رہی ہے۔ یہاں پر اگر کچھ جرمن قادیانی ہوئے ہیں تو وہ بھی جرمن عورتیں ہیں' جن سے قادیانیوں نے شادیاں کر رکھی ہیں۔

خود قادیانیوں کی ایسے (جھوٹے) نبی مرزا قادیانی سے محبت کا یہ حال ہے کہ جب کسی قادیانی کو سعودی عرب' گلف' ایران یا دیگر کسی ملک میں روزگار کے لیے جانا ہو تو پاسپورٹ پر فوراً مرزا قادیانی پر لعنت بھیج کر دستخط کر دیتے ہیں۔ میرے پاس ان تمام اسلامی ممالک کی لسٹ موجود ہے جہاں قادیانی جماعتیں موجود ہیں۔ کیا ان ممالک میں وہ قادیانی بحیثیت مسلمان پاسپورٹ بنوا کر نہیں گئے؟

دنیا کے کسی نبی نے اپنی نبوت کی بنیاد علم نجوم پر نہیں رکھی' جبکہ مرزا قادیانی نے ایسا کیا۔ جوتشیوں اور نجومیوں کی طرح کل کھی مرجانے اور پرسوں مچھر کا پر ٹیڑھا ہو جانے کے دعوے کیے'

حالانکہ یہ سب کچھ نبوتِ ربانی سے ہٹ کر ہے۔ خدا کا سچا پیغمبر کبھی بھی اپنی نبوت کی بنیاد علم نجوم پر نہیں رکھتا۔ خود رسول اللہ ﷺ نے مشرکینِ مکہ کو دعوتِ اسلام دینے سے پہلے' ان کے سامنے اپنا ایسا کردار پیش کیا کہ وہ آپ کو بدترین مخالفت کے باوجود صادق و امین کا لقب دینے پر مجبور ہوئے۔

بعض راویوں کے بیان کے مطابق ڈنمارک میں مستقل قیام کی خاطر ایک احمدی مبشر احمد (خادم اسلام) نے اپنی ہمشیرہ سے جو ڈنمارک کی مستقل شہریت رکھتی تھی اور عرصہ سے ڈنمارک کے شہری کی حیثیت سے ڈنمارک میں مقیم تھی' سے دستاویز میں ظاہر کیا کہ میں نے اس عورت سے شادی کرلی ہے اور یہ میری بیوی ہے۔ مبشر نے اس غیر شرعی طریقہ سے شہریت حاصل کرنی چاہی' تاکہ ڈنمارک میں مکمل طور پر آباد ہو جائے لیکن بعد میں ڈنمارک کے چند مسلمانوں نے یہ شکایت کردی اور حکومت ڈنمارک نے ان لوگوں کو ملک سے نکال دیا۔ ایسے ہی کئی واقعات کی بناء پر جناب محمد امیر جو کہ چک سکندر کھاریاں کے رہنے والے ہیں' احمدیت چھوڑ کر بقول احمدی علماء ''مرتد'' ہوگیا۔

احمدی عورتوں کو اپنے عقائد کے مطابق صرف احمدیوں سے ہی شادی کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ اگر شادی ہو بھی جائے تو پھر دوسرا عذاب تیار ہے۔ یعنی مغربی دنیا میں سیاسی امیگریشن کروانے کا۔ بالخصوص جرمنی میں امیگریشن کروانے والوں کی تعداد دنیا بھر میں احمدیوں کے کسی بھی ایک بلک کی تعداد سے زیادہ ہے۔ یہاں کیا ہوتا ہے' اس کی مکمل روداد سے اگر دنیا کو پتہ چلے تو دین کی خاطر گھربار چھوڑ کر یورپ میں ہجرت کرنے اور کروانے والوں کی قلعی کھل جائے۔

قادیانیوں کے پاس اس چیز کا کیا جواب موجود ہے کہ جن لوگوں نے غیر ملکی عورتوں سے شادیاں کی ہیں' وہ کسی طریقہ سے اس گوہرِ مراد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں؟ دنیا کا کوئی آدمی بھی دعویٰ نہیں کرسکتا کہ کسی مغربی عورت سے اس نے شادی کی ہو اور قبل اس کے اس کی شادی ہو جائے' اس نے اس سے ایک آزمائشی عرصہ تک جنسی تعلقات نہ رکھے ہوں۔ اصل میں مغرب کے لوگوں کو مذہب سے لگاؤ ضرور ہے لیکن ایک حد تک وہ مذہب کو اپنی زندگی پر حاوی نہیں ہونے دیتے۔ اگر ہم اس خود فریبی میں مبتلا ہیں کہ پہلے غیر ملکی عورتیں بیعت کرتی ہیں' اس کے بعد مشنری انچارج صاحب ان کو شادی کی اجازت دیتے ہیں تو شاید ہم حقیقت سے فرار اختیار کررہے ہیں اور بیسویں صدی میں اس قدر غلط بیانی اور اخفائے حقیقت کی مثال نہیں ملتی۔

جرمنی میں سیاسی پناہ گزینوں کی امیگریشن کا عرصہ بہت لمبا ہے۔ آخری فیصلہ ہونے

تک 15 سال تک لگ جاتے ہیں۔ اس عرصہ میں وہ عورت جس سے کسی احمدی نے شادی کی ہو' اس کا کیا قصور؟ جتنے عرصہ تک عدالت مقدمہ کا فیصلہ نہیں کرتی' درخواست گزار کو ملک چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ بات یہاں پر ختم نہیں ہوتی۔ کسی بھی درخواست گزار کو گارنٹی نہیں ہوتی کہ اس کو مکمل قیام کا اجازت نامہ ملے گا۔ اس صورت حال سے ایک طرح سے نمٹنے کے لیے جرمن عورتوں سے شادی کی کوشش کی جاتی ہے جس کی کامیابی کے لیے ہر وہ پاپڑ بیلا جاتا ہے' جس سے میم صاحب کو رام کیا جاسکے۔ کیا میں احمدی ارباب حل وعقد کو جو یورپ میں رہتے ہیں' اور ایک عرصہ سے یہاں مقیم ہیں' سوال کرسکتا ہوں' کہ کوئی بھی یورپی عورت بغیر ایک ٹیسٹ پیریڈ کے طور پر ایک خاص عرصہ ساتھ گزارنے سے پہلے شادی پر آمادہ ہوسکتی ہے۔ کیا فرماتے ہیں علماء احمدیت بیچ اس مسئلہ میں؟

قادیانی جماعت اس خیال میں ہے کہ غیر ملکوں میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو سیٹ کروا کر جماعت کی مالی حالت کو مضبوط بنا کر لوگوں کے سامنے جواز پیش کیا جائے کہ جماعت کا بجٹ ہر روز بڑھ رہا ہے لیکن ایک دن آئے گا جب جماعت ایسے ممبران سے ہاتھ دھو بیٹھے گی۔ میں اس کی مثال دیتا ہوں۔ **Reklenghausen** کے شہر میں ایک احمدی ساجد صاحب جو قادیانی فارم بھر کر جرمنی میں بیعت ہوئے' اپنی بیوی سے جھگڑا ہوگیا۔ بشارت احمد محمود مربی جماعت احمدیہ جرمنی' ان کو سمجھانے کی غرض سے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ دو چار دفعہ جانے پر ساجد صاحب نے دروازہ نہ کھولا۔ مربی صاحب کے کئی بار جانے پر بالآخر اس نے پولیس کو ٹیلی فون کردیا کہ یہ شخص خواہ مخواہ میرے گھر کے امن میں مداخلت کر رہا ہے۔ پولیس نے بشارت صاحب کو سخت وارننگ دی اور یوں تمام لوگوں کے کیس منظور ہوگئے اور وہ خود بخود ''ساجد'' بن گئے۔

اس بات کے تصور سے میری روح کانپ اٹھتی ہے کہ آزادی اظہار' مذہبی آزادی اور انسانی ضمیر کے ان نام نہاد چمپیئنوں کا جب اصلی روپ سامنے آئے گا تو شرم بھی اپنے دروازے بند کرلے گی اور لعنت بھی ان کی منافقت پر لعنت ڈالنا پسند نہیں کرے گی۔

قادیانی جو ایک عالمگیر مذہب کے دعوے دار ہیں' درحقیقت ایک پرائیویٹ طور پر کلیم کیا ہوا مذہب ہے۔ عالمگیر مذہب کے جو اصول' مفکرین مذہب نے متفقہ طور پر تسلیم کیے ہیں' بہت ہی بُعد رکھتا ہے۔ گو حقیقت تلخ ہے لیکن حقیقت سے احتراز تو نہیں کیا جاسکتا۔

دراصل جماعت جو **Sicuritate** اور **Gastapo** بنی ہوئی ہے' اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہاں دن رات ہر آدمی دوسرے آدمی کی جاسوسی کرتا ہے اور حقیقت یہ ہے جو میں دعویٰ

سے کہہ سکتا ہوں کہ جماعت کے لوگوں کی اکثریت' اپنے عقیدہ سے مطمئن نہیں ہے اور بے شمار لوگ میری اس بات کی تصدیق کریں گے۔ لیکن وہ گسٹاپو کی وجہ سے مظلوم ہیں۔

قادیانی جماعت کے خلیفہ کی سب سے بڑی پرابلم یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو جواب دہ محسوس نہیں کرتا۔ اس جماعت کے پاس سب سے بڑا ہتھیار جو ایٹم بم سے بھی زیادہ خطرناک ہے' وہ ہے جواب دہی سے بریت۔ ہر طبقہ کے احتساب کے لیے ایک ضابطہ ہے لیکن قادیانی جماعت کا سربراہ مادر پدر آزاد اور بے لگام ہے۔

میں ان لوگوں کے لیے خطرہ ہوں جو نام نہاد اولی الامر بنے بیٹھے ہیں اور مخلوق خدا کو متکبرین کی طرح جبر اور تشدد کا نشانہ بنا رہے ہیں اور احبار اور راہبوں کی طرح مخلوق خدا کے اموال کو ہضم کر رہے ہیں اور جو لوگ ان کی نام نہاد سچائی کو للکارتے ہیں' انہیں وہ اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ میرا جرم قادیانیوں کے نزدیک صرف یہ ہے کہ میں نے خلیفہ طاہر احمد کو نام نہاد امیر المومنین کہا ہے۔

مجھے اس طرح کا تاثر دیا گیا کہ جس کو جماعت سرٹیفکیٹ جاری نہ کرے' اس کی نجات کا کوئی ذریعہ نہیں۔ اس کا دین' دنیا سب رائیگاں ہیں۔ وہ دنیا میں رہنے کا حق دار نہیں' دراصل ایک مسلسل پروپیگنڈا کہ احمدی ایک منجی مخلوق ہیں اور دوسرے تمام لوگ فاسق و فاجر ہیں۔ ایک خطرناک رجحان کی عکاسی کرتا ہے۔ یہاں صرف ایک ہی چیز سمجھائی جاتی ہے کہ جو احمدی نہیں ہے' وہ خدا کی مخلوق نہیں ہے۔

آپ حیران ہوں گے کہ یورپ میں کسی کے خلاف عدالت کو یہ مطلع کرنا کہ یہ شخص گاہے بگاہے الکحل نوشی اور قمار بازی کرتا ہے' ایک مذاق سا لگتا ہے کیونکہ یہ خبریں یورپ کے معاشرہ کا جزو ہیں۔ لیکن ایک ایسی جماعت جو صرف شعائر اسلامی کی حفاظت کی خاطر اپنا ملک' گھربار چھوڑ کر یورپ کی حسین وادیوں میں پناہ گزین ہو' جس کے سربراہ کا شعائر اسلامی کی حفاظت میں ٹسوے بہانا' کیسٹوں' پمفلٹوں' کتابوں' بینروں' اشتہاروں اور مباہلہ میں اس کو نشر کیا جانا' جو صرف اور صرف اپنے تئیں محافظِ اسلام' حقیقی اسلام اور اس اسلام کے دعوے دار ہوں جس کا اعلان کرتے کرتے ان کا گلا نہ سوکھتا ہو' جو اپنے جوانوں کی مثال معصوموں سے اور خود کو امیر المومنین کہلواتا ہو۔ اس کی جماعت ناجیہ سے اگر افعال قبیحہ و شنیعہ سرزد ہوں تو یہ نہایت قابل مذمت بات ہے۔ اسلام صرف اس بات کا نام تو نہیں کہ پاکستان سے باہر نکل کر مسلمانوں اور پاکستان کی حکومت کے خلاف کوئی فرد جرم باقی نہ رکھی جائے لیکن عملاً حقیقی اسلام کے وارث کیا گل

کھلاتے ہیں؟ ان کی اصلاح کی خاطر آواز بلند کرنے والے کو بذریعہ پولیس ملک سے خارج اور جماعت سے باہر نکال دینے کی کارروائی شروع کردی جائے۔

میرے بار بار احتجاج کرنے پر کہ نوجوان احمدی کچھ ایسے کام کر رہے ہیں جس سے جماعت اور اسلام کی بدنامی ہوتی ہے۔ میں نے مرزا طاہر احمد کو کئی خط لکھے کہ ہم احمدی پاکستان سے اس لیے ہجرت کر کے آئے ہیں کہ ہماری طریق عبادت اور روایات مذہبی کو پاکستان میں خطرہ ہے' ان ہی روایات کو ہمارے اکثر احباب پامال کر کے احمدیت یعنی ''حقیقی اسلام'' کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔ میرے پاس امیر صاحب کے خطوط موجود ہیں جن میں انہوں نے فرداً فرداً مجھے ان اصحاب (عبدالسلام' بشارت احمد محمود وغیرہ) کے خلاف کارروائی کا یقین دلایا مگر آج تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔

ہم یورپ میں رہ رہے ہیں۔ جب ہم تبلیغ ''سلسلہ عالیہ احمدیہ'' کرتے تھے تو اس سلسلہ میں جن کو تبلیغ کی جاتی تھی' ان کے اعتراضات کے جواب بھی دینے پڑتے تھے۔ مثلاً میرے جرمن ایک لٹریری آدمی ہیں اور مذہبا (Atheist) ہیں۔ فرانسیسی ادیب (Albert Camas) کے مداح ہیں' اور یہاں کے تعلیم بالغاں کے کالج میں جرمن زبان کے علاوہ کئی غیرملکی زبانوں کے لیکچرار ہیں۔ ان سے اکثر ''سلسلہ عالیہ'' کی بابت' بات چیت ہوتی رہتی تھی۔ انہوں نے ایک جرمن کتاب "Reneicense des Islams" جس کے مصنف مشہور پروفیسر ڈاکٹر عادل تھیوڈر خوری ہیں' جن کا اسلامی دنیا میں ایک خاص مقام ہے۔ گو وہ لبنانی عیسائی (مارون فرقہ سے تعلق ہے) ہیں۔ ان کا' ترجمہ قرآن کریم 10 جلدوں میں جرمن زبان میں شائع ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر خوری نے لکھا ہے احمدی اپنے موقف میں کفن مسیح کے حوالے دے کر وفاتِ مسیح کے حق میں دلائل دیتے ہیں اور بڑی شد و مد کے ساتھ اس کو اپنے موقف میں پیش کرتے ہیں۔ لیکن اچانک 1988ء میں سوئٹزرلینڈ کے ماہرین نے اس (Turines Grabtuch) یعنی اٹلی کے شہر تورین میں واقع اس مشہور کفن کو ایک نقل قرار دیا' تو میرے استاد نے مجھے اس کفن کی مکمل اور جامع فوٹو دی اور کہا کہ اب جب کہ کفن جعلی قرار دیا جا چکا ہے' تمہاری جماعت کیا کہتی ہے؟

میں نے مقامی صدرِ جماعت احمدیہ سے اس بارہ میں معلومات حاصل کرنا چاہیں لیکن وہ بھی حواس باختہ ہو کر کہنے لگے کہ جماعت کا اس پر بہت انحصار تھا۔ اب تو مجھے بھی پتہ نہیں کہ اس کا کیا بنے گا؟ میں نے مرزا طاہر کو خط لکھا لیکن جواب ندارد۔ دراصل اس سلسلہ میں قادیانی جماعت کا عقیدہ Spebulatis ہے' اس لیے ان تمام پاپڑوں کے بیلنے کی ضرورت پیش آتی

ہے۔

مشہور جرمن فلسفی Ludueig Fever Bach اپنی کتاب (Das Wesen des Christentums) یعنی ''عیسائیت کی روح'' میں مذہب اور سچائی کی پرکھ کے متعلق لکھتا ہے:

> ترجمہ: ''بائبل اخلاق سے متصادم' عقلِ سلیم سے متصادم' خود اپنے آپ سے متصادم نظریات کی حامل ہے۔ یہ تضاد ایک نہیں' بے شمار مرتبہ بائبل میں ہے۔ سچائی متضاد اور متصادم نہیں ہوسکتی اور نہ ہی سچائی کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ متصادم ہو۔''

قادیانی جماعت کے عقائد اور مرزا قادیانی کے دعاوی میں بے شمار تضادات ہیں اور یہ سچائی سے بعید ہیں اور اس قدر بعید کہ اس کی ایک نہیں ہزاروں مثالیں ہیں۔ میرے خیال میں تضادات کے مجموعہ کا نام ''تعلیمات احمدیہ'' ہے۔ اسی لیے اس جماعت کو اپنے ممبروں کی نگرانی کی ضرورت پڑتی ہے کہ وہ بھی اس چیز سے' عقیدہ سے' خیال سے' مطمئن نہیں جن کا پرچار کرتے ہیں۔ اسی تضاد کی وجہ سے سوسال پرانے تضادات کے جواب وہ آج بھی مکمل نہیں کرسکے' کیونکہ ہر تضاد کے جواب کے بعد نیا تضاد پیدا ہو جاتا ہے۔

قادیانیوں کا غیر ممالک میں لٹریچر شائع کرنا اور پھر پاکستان میں دم توڑتے ہوئے قادیانیوں کو جھوٹی تسلیاں دینے کے لیے بڑے دھوم دھڑکے سے یہ کہنا کہ ہم نے فلاں زبان میں اتنا لٹریچر شائع کروایا ہے' کی حقیقت کیا ہے؟ کسی بھی مغربی ملک کی بڑی سے بڑی بک شاپ پر چلے جائیں' قادیانیوں کی کوئی کتاب آپ کو نہیں مل سکے گی۔ خانہ ساز نبوت کی طرح ان کی کتابیں بھی ان کے گھروں سے باہر نہیں نکل سکیں--- پھر دہائی دیتے ہیں کہ ہم نے جرمن' فرنچ' لاطینی اور انگریزی زبان میں قرآن مجید کے تراجم شائع کیے ہیں' حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان تمام زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کے کثیر تعداد میں نسخے پہلے سے موجود تھے--- ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے اپنے تحریف شدہ قرآن پاک کے تراجم شائع کروائے ہوں۔

پاکستان میں سادہ لوح قادیانیوں کو کروڑوں کے حساب سے بجٹ دکھا کر یہ تسلی دی جارہی ہے کہ چونکہ جماعت کا بجٹ بڑھتا جارہا ہے' اس لیے ترقی ہورہی ہے' حالانکہ غور طلب پہلو تو یہ ہے کہ جس جماعت کی سرپرستی یہودی لابی اور استعماری طاقتیں کر رہی ہوں' اس کا بجٹ کیسے کم ہوسکتا ہے۔ قادیانیوں کے خلیفہ مرزا طاہر کے پاس قادیانیت میں کشش پیدا کرنے کے لیے ایک ہی ہتھیار رہ گیا ہے کہ مسلمانوں کو قادیانیت کا لالچ دے کر اور دم توڑتے ہوئے قادیانیوں کو

سنبھالا دینے کے لیے انہیں غیر ممالک، بالخصوص یورپ، امریکہ، کینیڈا وغیرہ میں سیٹ کر دیا جائے۔

جرمنی کی عدالتیں تو بہت حد تک قادیانیوں کو سیاسی پناہ دینے سے گریز کرتی ہیں، لیکن بین الاقوامی سطح پر مغربی ممالک کی حکومتیں غالباً یہودی اور عیسائی لابی کے دباؤ یا کسی اور مصلحت کے پیش نظر، نہ صرف قادیانیوں کو برداشت کرتی ہیں، بلکہ ان کی ہر ممکن سرپرستی بھی کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جرمنی میں کسی قادیانی کو سیاسی پناہ کا کیس خارج ہونے پر بھی ملک بدر نہیں کیا جاتا، جبکہ اس کے برعکس دیگر تمام غیر ملکیوں کو ملک بدر کر دیا جاتا ہے۔ یہاں جرمنی کے سب سے بڑے صوبے N.R.W کی ہائی کورٹ نے آج تک کسی قادیانی کو سیاسی پناہ نہیں دی۔ وہ آج تک اس موقف پر قائم ہے کہ اگر قادیانیوں کو مسلمانوں سے تکلیف ہوتی ہے تو مسلمانوں کو بھی، جو اکثریت میں ہیں، احمدیوں کے عقائد کی وجہ سے دل آزاری ہوتی ہے۔ میں عرصہ سات سال سے اس تمام صورت حال کا بڑی تفصیل سے جائزہ لے رہا ہوں اور بالآخر اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قادیانی امریکہ اور اسرائیل کے دست و بازو ہیں، کیونکہ امریکہ اور اسرائیل کو عالم اسلام کے قلب میں یہود کا خنجر گھونپنے کی سازش صرف اس فتنہ قادیانیت کے ذریعے ہی پوری ہوتی نظر آ رہی ہے۔

الغرض ان ممالک میں عیسائی و یہودی سرپرستی کے باوجود قادیانی غبارے سے ہوا نکل چکی ہے۔ قادیانی جماعت جب بلند بانگ دعوے کرتی ہے کہ فلاں ملک میں یہ کیا، فلاں ملک میں یہ کیا تو یہ صرف ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' دینے والی بات ہوتی ہے۔ جہاں ان کے قدم نہ جمیں یا ان کا دعویٰ غلط ثابت ہو جائے تو کہہ دیتے ہیں کہ فلاں خلیفہ نے کہا تھا کہ اس سرزمین پر خدائی رحمت نہیں ہوگی۔ اس کی مثال عرض کرتا چلوں کہ فرانس میں قادیانی جماعت کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ وہاں مراکش، الجزائر اور تیونس وغیرہ سے مسلمانوں کی ایک خاص تعداد موجود ہے اور ان کے پروپیگنڈا کے امکان معدوم ہو گئے ہیں۔ اس کے متعلق قادیانی اخبارات نے لکھا کہ حضرت مصلح موعود (مرزا بشیر الدین) نے پیشین گوئی کی تھی کہ ''پیرس کی سرزمین احمدیت کی برکت سے محروم رہے گی۔'' دراصل قادیانیوں کے پاس منافقت کا مہلک ہتھیار ہے، جس سے انہوں نے عالم اسلام پر گہرے وار کیے ہیں اور کر رہے ہیں۔ میں نے مرزا طاہر اور دیگر قادیانی رہنماؤں کو کئی خطوط لکھے ہیں، لیکن آج تک میرے کسی بھی خط کا جواب نہیں دیا گیا۔ جرمنی میں جہاں میں کام کرتا ہوں، وہاں اور بھی پاکستانی کام کرتے ہیں، جن میں چند قادیانی بھی ہیں۔ پاکستانی مسلمان مجھ سے کہتے ہیں کہ مرزائی تم کو قتل کروا دیں گے، تم ہوشیار رہا کرو۔ میں نے ان سے کہا کہ میں کوئی مرزا طاہر ہوں جو بلٹ پروف جیکٹ پہن کر پھرتا رہوں۔ مجھے یقین ہے کہ

قادیانی جماعت کے بزدل کارکنان میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اس دیار غیر میں اگر میں اکیلا ہوتا تو بہت پہلے ان کے ہاتھوں لٹ چکا ہوتا' لیکن میں یہاں تنہا نہیں کیونکہ میرا ایمان ہے کہ جو شخص عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کام کرتا ہے' اس کی پشت پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ ہوتا ہے۔

اصل میں قادیانیوں نے مسلمانوں کو حالات کے تانے بانے میں پھنسا رکھا ہے اور خود مسلمانوں کی فروعی اور اختلافی باتوں سے فائدہ اٹھا کر امت مسلمہ کے لیے دنیا بھر کے اسلام دشمنوں سے زیادہ نقصان دہ ثابت ہو رہے ہیں۔ مغربی ممالک میں پاکستان ہی نہیں' دنیا بھر کے مختلف ممالک کے لوگ سیاسی پناہ کی درخواستیں دیتے ہیں' لیکن آج تک پاکستان کے علاوہ کسی بھی اسلامی ملک سے اس بنا پر کسی نے سیاسی پناہ کی درخواست نہیں دی ہوگی کہ اس کو مسلمانوں یا اسلام کی تعلیمات سے خطرہ ہے۔ یہ بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے کہ یہ ''سعادت'' اہالیانِ پاکستان کے حصے میں آئی۔ اسلام دشمن استعماری طاقتوں نے پوری دنیا میں مسلم طاقتوں کو اپنے پنجے میں جکڑنے کے لیے اپنے گماشتے پھیلا رکھے ہیں۔ پاکستان میں ان استعماری طاقتوں کے مفادات کے محافظ قادیانی ہیں۔ یہ لوگ رہتے پاکستان میں ہیں' ان کی جائیدادیں پاکستان میں' ان کے عزیز و اقارب پاکستان میں' لیکن ہر وقت پاکستان کے لیے برا سوچنا' برا مانگنا اور پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا کرتے رہنا' ان کے فرائض میں شامل ہے۔ مسلمانوں کے آپس میں اختلافات اور نفاق کی بدولت یہ فتنہ اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ اب ان کا ہاتھ مسلمانوں کے گریبان تک پہنچ رہا ہے اور ہر وقت ان کی کوشش ہوتی ہے کہ مغربی ممالک کو مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف کیا جائے' جبکہ دوسری مغربی طاقتیں تو چاہتی ہی یہی ہیں کہ مسلم ممالک میں افراتفری رہے۔ پاکستان میں ان کو اور کوئی صورت نظر نہ آئی تو اس فتنہ کو' جو کہ خود ان کی پیداوار تھا' اس کام کے لیے تیار کیا۔ انگریزوں نے ان کو پاکستان لانے کی سازش کی۔ افسوس تو اس بات پر ہے کہ قادیانی اب بھی اپنے مردے ربوہ میں امانتاً دفن کرتے ہیں اور موقع ملنے پر قادیان لے جانے کے خواہش مند ہیں۔ ان کے سابق نام نہاد خلیفہ مرزا محمود کی قبر پر اس کی وصیت کا ایک کتبہ بھی لگا دیا گیا تھا' جسے بعد میں مسلمانوں کے احتجاج پر اتار دیا گیا۔ اس طرح کے واقعات کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ قادیانی اس ملک کے کتنے وفادار ہیں۔ بیرون ملک رہتے ہوئے قادیانی رہنماؤں کے بیانات' تاثرات اور سرگرمیوں کا بھرپور جائزہ لینے کے بعد میں تو اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قادیانی کبھی بھی پاکستان کے خیرخواہ نہیں ہو سکتے۔

میں اہل پاکستان سے اپیل کروں گا کہ وہ قابل مذمت سرگرمیاں جو اسلام کے نام پر جماعت احمدیہ کر رہی ہے' کیا اسی طرح خاموش تماشائی بن کر دیکھتے رہیں گے۔ دنیا بھر میں یہ شرف صرف اسلامی جمہوریہ پاکستان کو ہی حاصل ہے کہ وہاں سے آ کر مغربی دنیا میں سیاسی پناہ حاصل کرنے والے اسلام اور پاکستان کے نام کو بدنام کر کے سیاسی پناہ کی درخواست داخل کرتے ہیں۔ دنیا کا کوئی اسلامی ملک ایسا نہیں جس کے باشندے یہ کہہ کر کسی سیاسی ملک میں سیاسی پناہ کی درخواست کرتے ہوں کہ ہمیں اسلام اور مسلمانوں سے خطرہ ہے۔ اسلام کو بدنام کروانے کا شرف صرف اسلامی جمہوریہ پاکستان کو حاصل ہے۔ میرے پاس عدالتوں کے تحریری ثبوت ہیں کہ خود جرمن عدالتوں کو مجبور ہونا پڑا کہ وہ احمدیوں سے سوال کرتی ہیں کہ کیا ایک ریاست اپنی اکثریتی آبادی کے مذہبی جذبات کا تحفظ کرنے کی پابند نہیں؟ کیا عقائد احمدیہ سے ان کی دلازاری نہیں ہوتی؟ احمدی خود اپنے لیے جس چیز کا مطالبہ کرتے ہیں' دوسروں کے لیے اس سے برعکس کارروائی کرتے ہیں۔ جب احمدی اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ فرقہ سمجھتے ہیں تو ان کو مسلمانوں کے رسم و روایات اور تہذیب و ثقافت پر دعویٰ کا کوئی حق نہیں۔ یہ کوئی جنگل کا قانون تو نہیں ہے کہ جس کے جی میں جو آئے' کہے کہ یہ تو میرا ہے۔

1400 سالہ روایات' رسوم' طریق عبادت جس مذہب کے ہیں' جنہوں نے اس کی حفاظت کی' جانیں دیں' مال گنوائے' تکلیفیں اٹھائیں' ان کا کوئی حق نہیں۔ اور ایک اٹھائی گیر گھر میں داخل ہو کر کہے کہ گھر میرا ہے۔ کیا آپ اس بات کا تصور کر سکتے ہیں کہ ایک آدمی بچہ اغوا کرنے کے بعد یہ دلیل دے کہ میں اس بچے کی' اس کی ماں سے زیادہ اچھی حفاظت کر سکتا ہوں۔

ایک اور خاص بات جو کہ اسلامی قانون دانوں کے کرنے کی ہے کہ علماء احمدیت کو بذریعہ عدالت پابند کیا جائے کہ وہ اپنے عقائد کے اعتبار سے بتائیں کہ فرقہ لاہوریہ اور فرقہ قادیانی کے نزدیک ایک احمدی ہونے کی کیا شرائط ہیں؟

دوسرا اہم کام یہ ہے کہ قادیانیوں کو خود تمام مسلمان دعوت دیں کہ وہ اپنی ہی تحریروں کے مطابق مسلمانوں میں سے نہیں ہیں۔ وہ اپنی اصلی حیثیت کو قبول کر کے پاکستان کے تمام پُرامن شہریوں کی طرح اس ملک میں رہیں جس کے وہ باشندے ہیں۔

بیرونی ممالک میں جہاں تک قادیانیوں کی اخلاقی حالت کا تعلق ہے--- میرا قلم اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ میں اس پر تفصیل سے روشنی ڈال سکوں۔ پاکستان میں یہ اخلاق کے درس دیتے ہوئے نہیں تھکتے۔ نام نہاد ''امیر المومنین'' مرزا طاہر اسلام کی خاطر ٹسوے بہاتا نظر

آئے گا' لیکن قادیانیوں کی اخلاقی حالت دیکھ کر شاید اسے کبھی رونا نہیں آیا۔ سنا ہے ربوہ میں قادیانی جماعت سینما نہیں بننے دیتی' لیکن یہاں جرمنی میں ہر نئی فحش اور غیر اخلاقی فلم' جو انڈیا سے یہاں پہنچتی ہے' قادیانی جماعت کے صدور صاحبان کے گھروں میں جا کر دیکھی جا سکتی ہے۔ میرے پاس یہاں کی قادیانی جماعت کے ایک ذمہ دار فرد کی تصویر موجود ہے' جس میں وہ جام ہاتھ میں لیے کھڑے ہیں۔ ایک اور قادیانی خاتون کی تصویر بھی میرے پاس محفوظ ہے' جو ہندوستانی ساڑھی میں ملبوس غیر محرم افراد کے جھرمٹ میں اخبار کی زینت بنی ہوئی ہیں۔ یہ صاحبہ نائجیریا میں قادیانی جماعت کے سربراہ' ڈاکٹر عبدالرحمٰن بھٹہ کی صاحبزادی ہیں۔ ماتھے پر صرف ایک تلک کی ضرورت ہے ورنہ ہندو ہیں۔ یہ ہے مرزا طاہر کی خدمت "اسلام"۔ آج کل میلوں اور تہواروں کے موقع پر دکان سجاتی ہیں' جہاں سے شرابیوں اور غنڈوں کے ہاتھوں سودا فروخت کر کے "اسلام" کی خدمت سرانجام دے رہی ہیں۔ مرزا طاہر احمد نے یورپ اور دیگر امیر ممالک میں قادیانیوں کو سمگل کرنے کا جو پروگرام بنایا ہوا ہے' اس میں اس نے تمام اخلاقی قدروں کو فراموش کر دیا ہے۔

میں تو ابھی تک نہیں جان سکا کہ جب قادیانی اپنی نوجوان لڑکیوں کو پاکستان سے سمگل کر کے جرمنی میں لاتے ہیں تو اس سے ''اسلام'' کی کونسی خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ سب کچھ مملکت خداداد پاکستان کو بدنام کرنے کے لیے ایک طے شدہ منصوبے کے تحت کیا جارہا ہے۔ سور کے گوشت اور اس سے بنی ہوئی چیزوں کی خرید وفروخت کی دکانیں قادیانیوں کی ہیں۔ بے حیائی میں تو انگریز بھی ان سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ گرل فرینڈز کا رواج ان میں عام ہے۔ مغربی ممالک کے حالات سے معمولی واقفیت رکھنے والے افراد بھی یہ جانتے ہوں گے کہ مغربی عورتیں کسی بھی مرد کے ساتھ دو سال کا عرصہ گزارنے سے پہلے شادی نہیں کرتیں۔ ان کو کسی ترقی پذیر ملک کے افراد سے کیا مفاد ہوسکتا ہے' صرف اور صرف جنسی تسکین۔ اسلام کے نام پر مگرمچھ کے آنسو بہانے والے مرزا طاہر کو اس بات کی خبر تو ہوگی کہ جرمنی کی خواتین اور جرمنی میں موجود پاکستانی قادیانیوں کے درمیان طے پانے والی شادیاں اسی فرینڈ شپ کی بنیاد پر ہوتی ہیں اور یوں جرمنی میں مقیم قادیانی شادی سے پہلے غیر ملکی خواتین کے ساتھ ڈیڑھ دو سال کا عرصہ گزار کر زنا کے مرتکب ہوتے رہے ہیں۔

حال ہی میں روزنامہ ''جنگ'' لندن اور لاہور (پاکستان) نے اپنی اشاعت 28,14 اور 30 نومبر 1991ء میں لندن کے نائٹ کلب میں ''عریاں شو'' پیش کرنے والی نوجوان قادیانی لڑکیوں کے بارے میں تہلکہ آمیز انکشافات کیے ہیں۔

''جنوبی لندن کے نائٹ کلبوں میں برہنہ ڈانس کرنے والی زرینہ رمضان (قادیانی) اور قمر اشرف نے اخبارات میں اپنی تشہیر کے بعد نائٹ کلبوں اور نجی تقریبات میں اپنی بے حیائی کو منظر عام پر لانے کی بکنگ کا معاوضہ چار گنا کر دیا۔ تین سالوں میں چار لاکھ پاؤنڈ کمایا جبکہ جون 92ء تک مختلف کلبوں اور نجی تقریبات کے لیے بک کی جاچکی ہیں۔ اس بکنگ کے حساب سے ان کی مجموعی آمدن ایک کروڑ پاؤنڈ تک جا پہنچے گی۔ 24 سالہ زرینہ رمضان اور 19 سالہ قمر اشرف دونوں سہیلیاں ہیں اور ان کے آباؤاجداد کا تعلق پاکستان سے ہے۔ زرینہ رمضان کا والد ملتان کا رہنے والا ہے جو 1960ء میں ترک وطن کر کے لندن چلا گیا تھا' جہاں زرینہ کی پیدائش ہوئی۔ 1984ء میں زرینہ نے والد کے انتقال کے بعد مختلف اداروں میں ملازمت اختیار کی۔ اس دوران اس کی دوستی ایک نوجوان سے ہوگئی۔ دوستی شادی کے بندھن میں بدل گئی' لیکن زرینہ کی آوارہ مزاجی اصلاح کی راہ پر نہ آسکی اور یوں دونوں میں علیحدگی ہوگئی۔ کچھ عرصہ بعد زرینہ رمضان نے اپنی پسند سے دوسری شادی کی لیکن یہ بندھن بھی ٹوٹ گیا۔ تب زرینہ رمضان نے اپنی سہیلی قمر

اشرف کے ہمراہ نائٹ کلبوں میں رقص کرنے والی لڑکیوں سے رابطہ کیا۔ انہوں نے کلب انچارج

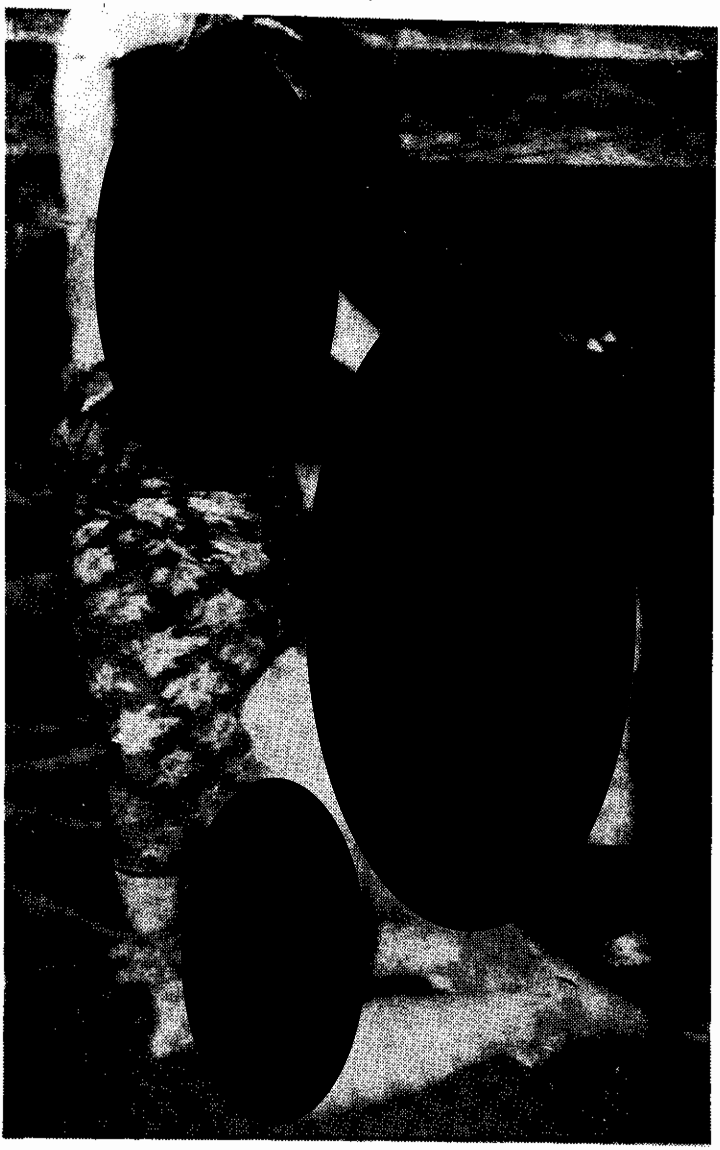

ڈانس ماسٹر اور دو برطانوی عورتوں سے انہیں ملوایا جو باقاعدہ ڈانس کی تربیت بھی دیتی ہیں۔ چار ماہ
کے تربیتی کورس کے ساتھ ہی زرینہ رمضان اور قمر اشرف نے نائٹ کلبوں میں باقاعدہ رقص شروع

کر دیا۔ تین سال کے عرصہ میں نائٹ کلبوں میں ڈانس کر کے دونوں سہیلیوں نے تقریباً چار لاکھ پاؤنڈ کمائے اور جب ان کی مانگ ذرا کم ہوئی تو دونوں نے نائٹ کلبوں میں ڈانس چھوڑ کر ساؤتھ ہال کے ایک فلیٹ کے ڈرائنگ روم میں، جو بھارتی کمپیوٹر آپریٹر کی ملکیت ہے، برہنہ ڈانس کر کے اپنی بے حیائی کی انتہا کر دی۔ بے حیائی کے اس شیطانی پروگرام میں داخلہ کی فیس سو پاؤنڈ فی کس کے حساب سے مقرر کی گئی، جبکہ ہر تماشبین پر یہ شرط عائد کی گئی کہ وہ کم از کم دو سو پاؤنڈ لے کر پروگرام دیکھ سکیں گے اور پروگرام کے دوران یہ دو سو پاؤنڈ انہیں زرینہ رمضان اور قمر اشرف پر نچھاور کرنا ہوں گے۔ شیطانی رقص کا پہلا پروگرام ایک گھنٹہ 45 منٹ تک جاری رہا اور اسے دیکھنے والوں کی مجموعی تعداد 45 افراد پر مشتمل تھی، جس میں کلب انچارج، رقاص اور منتظم برطانوی عورتیں شامل تھیں۔ پروگرام میں بھارتی اور پاکستانی فلمی گانوں پر زرینہ رمضان اور قمر اشرف رقص کرتی رہیں۔ پروگرام کی ابتدا ''میرا لونگ گواچا'' سے کیا گیا۔ قمر اشرف نے اس گانے کی دھن پر پاکستان کے روایتی دلہن والے لباس میں رقص کیا۔ اس نے لہنگا، دوپٹہ اور چوڑیاں پہن رکھی تھیں جبکہ تماشبین جام سے جام ٹکرا رہے تھے۔ پہلے دو گانوں پر قمر اشرف نے رقص کیا جبکہ زرینہ رمضان نے اپنے رقص کی ابتدا ''بجاؤ سب مل کے تالی کہ آئے ناچنے والے'' سے کی۔ اس دوران تماش بینوں کی بدمستیاں عروج پر تھیں اور وہ بے تحاشا پاؤنڈ نچھاور کیے جا رہے تھے اور زرینہ رمضان اپنے پاؤں کی انگلیوں سے پاؤنڈ اٹھاتی رہیں۔ اس پروگرام میں دونوں سہیلیوں نے 19 گانوں پر رقص کیا اور مجموعی طور پر چھ بار لباس بدلا اور یوں لباس بدلتے بدلتے بے لباس ہوتی چلی گئیں۔ قمر اشرف نے برہنہ رقص کی ابتداء پروگرام کے 13 ویں گانے ''آج جمعہ ہے'' سے آغاز کیا اور یوں دونوں سہیلیوں نے سات گانوں پر اپنی بے حیائی سے شیطان کو بھی مات دے دی۔ بے حیائی کے اس پروگرام کے تماش بینوں میں 9 پاکستانی، 18 ہندوستانی اور باقی برطانوی شہریت رکھنے والے مرد اور عورتیں موجود تھیں۔ پروگرام کے دوران دو برطانوی عورتیں فاتحانہ شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ جام پر جام چڑھائے جا رہی تھیں۔ پروگرام کے اختتام پر زرینہ رمضان اور قمر اشرف کو بحفاظت ان کی رہائش گاہ پر پہنچا دیا گیا۔ تب سے اب تک وہ لندن کے نائٹ کلبوں اور نجی تقریبات کے لیے بک ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ زرینہ رمضان کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ قادیانی ہے اور ماں بیٹی نے محض پاکستان اور مسلمانوں کو بدنام کرنے اور دولت سمیٹنے کے لیے بے حیائی کے ان پروگراموں کی بکنگ کا حتمی فیصلہ کر لیا ہے، جبکہ برطانیہ میں موجود ہزاروں پاکستانی گزشتہ تین ماہ سے ان کو قتل کرنے کی کوشش میں ہیں۔ دوسری طرف برطانوی پولیس نے رسوائے

زمانہ، شاتم رسول، سلمان رشدی کی جان کی حفاظت کے ساتھ زرینہ رمضان اور قمر اشرف کی حفاظت کا بھی ٹھیکہ لے لیا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کی دل آزاری کا سامان موجود رکھنے کا عزم کر رکھا ہے۔''

''زرینہ رمضان نے جس کا جسم اپنے انتہائی مختصر سے کپڑوں میں سے باہر نکلتا جا رہا تھا یہاں ایک ملاقات میں کہا کہ:

''میں خواتین کی آزادی کے لیے جدوجہد کر رہی ہیں۔ مجھے اپنے فن، پیشہ اور کام پر فخر ہے۔ میں اس سے لطف اندوز ہوتی ہوں۔ مجھے رقص سے محبت ہے اور جب میں اپنے تھرکتے ہوئے جسم پر سے آہستہ آہستہ کپڑے اتارتی ہوں تو مجھے بہت مزہ آتا ہے۔'''' زرینہ کا کہنا ہے کہ آخر لوگوں کو کیا تکلیف ہے۔ یہ میری زندگی اور میرا جسم ہے، میں اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزاروں گی۔''

''قمر اشرف نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے کہ وہ بے شک اپنے جسم کو کچھ وقت کے لیے دوسروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتی ہیں، لیکن وہ صرف اپنی پسند کے افراد کو ہی ایسا کرنے کی اجازت دیتی ہیں اور بعض اوقات وہ کسی ناپسندیدہ شخص کی طرف سے ایک ہزار پاؤنڈ کی پیشکش بھی ٹھکرا دیتی ہیں۔''

زرینہ رمضان اور قمر اشرف نے صرف انگلستان ہی میں نہیں، بلکہ پوری دنیا میں عالم اسلام کا سر شرم سے جھکا دیا ہے۔ کیا اسے مسلم تہذیب کے جنازے سے معنون کیا جانا چاہیے؟ برطانیہ کے دو بڑے اخبارات، دی ٹائمز'' اور ''ڈیلی ٹیلی گراف'' نے اس واقعہ کو شہ سرخیوں اور متعلقہ لڑکیوں کی نیم برہنہ تصویروں سے ساری دنیا میں مشتہر کر دیا۔

بی بی سی لندن نے اپنے ہمیشہ کی طرح مسلم دشمن رویے سے مغلوب ہو کر اس کی خوب خوب اشتہار بازی کی، تا آنکہ برطانوی مسلمانوں کو باقاعدہ کارپردازان بی بی سی سے احتجاج کرنا پڑا۔ ''ٹائمز'' اور ''ڈیلی ٹیلی گراف'' نے کسی عیسائی، یہودی، ہندو اور دوسرے مذاہب کی رقاصاؤں کو کبھی بھی اس منضبط انداز میں مشتہر نہیں کیا، جس طرح کا رویہ ان دونوں پاکستانی نژاد قادیانی لڑکیوں سے رکھا گیا۔ کیا مغربی پریس اس واقعہ سے ملعون رشدی کے قتل کے فتویٰ کے خلاف عالم اسلام کے غیظ و غضب کا بدلہ لینا چاہتا ہے؟

ممکن ہے بہت سے لوگ میری ان باتوں پر یقین نہ کریں اور میری ان باتوں کو کسی عناد یا بغض کی وجہ قرار دیں' لیکن اس امر کی وضاحت میں پہلے ہی کر چکا ہوں کہ میرا قادیانیوں سے کوئی ذاتی اختلاف نہیں۔ میں اگر ان کے مکروہ چہرے سے پردہ سرکا رہا ہوں' تو اس کا مقصود اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ وہ سادہ لوح قادیانی' جو تذبذب کا شکار ہیں اور قادیانی جماعت کی حقیقت سے ناآشنا ہیں' مرزا قادیانی پر دو حرف بھیج کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ناطہ جوڑ لیں۔ میں نے قادیانی جماعت کے ساتھ ایک عرصہ گزارا ہے۔ اپنے دور قادیانیت کے عرصہ میں' میں نے خود مرزا طاہر اور جماعت کے رہنماؤں کی توجہ اس معاملے کی طرف دلائی۔ میرے پاس جرمنی کی قادیانی جماعت کے امیر کا ایک خط بھی موجود ہے' جس میں انہوں نے اس امر کا اعتراف کرتے ہوئے اس رجحان کو روکنے کی یقین دہانی کروائی ہوئی ہے' ویسے بھی میں اگر قادیانیوں کی اخلاقی حالت کے متعلق کچھ گفتگو کرتا ہوں تو یہ کچھ غلط بھی نہیں۔ بقول شاعر ؎

ہم ہر اِک شوخ کا اندازِ نظر جانتے ہیں
ہم نے اِک عمر گزاری ہے صنم خانے میں

❁……❁……❁